۲۵/۱۱/۲۸ھ
۳/۱۲/۲۷ھ

۷۹/۴۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۲

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں

۱ موبائیل ٹیلی ویژن، کمپیوٹر کی سکرین پر اگر قرآن پاک کی آیت، بوقت ان الفاظ کو چھونے کا کیا حکم ہے بے وضو یا جنبی ہونے کی حالت میں؟

۲ زید کہتا ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی بجلی سے موبائیل چارج کرنا بالکل ٹھیک ہے اور اس کیلئے متولی وغیرہ کسی سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں اس لیے کہ جس طرح ہم اور ضروریات کے لیے مسجد کی گرمی سے بچنے کیلئے، وضو، پیشاب و غسل و پیاس کیلئے بجلی و پانی استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہی موبائیل بھی ضرورت ہے اس لیے اس کو چارج کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

بصورت دیگر! بعد میں پیسے مسجد میں جمع کروا دیئے جائیں اتنی مقدار میں کہ جو صرف شدہ بجلی سے زائد ہوں۔ تو اس صورت میں بہ بجلی کا استعمال اور بعد میں پیسے جمع کروا دینا مثل اجارہ کے ہوگا جیسے مسجد کی جگہ کرایہ پر دینے ہیں پھر اس کی آمدنی مسجد کے لیے استعمال ہوتا ہے ایسے ہی یہ آمدنی بھی مسجد میں ہی جائیگی۔

آپ دونوں صورتوں کا شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

۳ سیرت صحابہؓ سے "نعرے لگانا" نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ ختم نبوت، سر بکف سر بلند ثابت ہے؟ مثلاً ← اللہ اکبر محمد رسول اللہ زندہ باد علماء دیوبند۔ دیوبند باہر مقررین و واعظین کے ناموں کے نعرے لگانا کیسا ہے؟

محمد ارشد وسکوی
۱۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الجواب حامداً ومصلیاً۔

۱۔ کمپیوٹر و ٹیلی ویژن کے سکرین پر اگر موبائل کی طرح دوسرا شیشہ لگا ہو تو ان کے سکرین کو بے وضو و جنبی مس کر سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ (امداد الفتاوی: ۲۴۵/۴، دار العلوم)

۲۔ اگر منتظمین مسجد میں موبائل چارجنگ کی اجازت دیں تو مسجد میں موبائل چارج کرنا درست ہے ورنہ نہیں۔ باقی زید کا قول درست نہیں اور اس کا قیاس قیاس مع الفارق ہے کیونکہ سوال میں ذکر کردہ ضروریات کے حصول کے لیئے اگرچہ مسجد کی بجلی استعمال ہوتی ہے لیکن ایک تو یہ حقیقتاً و عرفاً ضروریات و متعلقات نماز ہیں۔ دوسرا یہ کہ منتظمین ان چیزوں کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں۔ جب کہ موبائل نہ حقیقتاً ضرورت نماز ہے نہ عرفاً، نیز یہ کہ بعض اہل مدارس و مساجد موبائل چارجنگ کی اجازت نہیں دیتے۔

اور اس کو اجارہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں کیونکہ اجارے کا انعقاد باقاعدہ مؤجر و مستأجر کے رضامندی سے ہوتا ہے۔ بعد میں دوسرے کے مال سے انتفاع حاصل کرنا شرعاً درست ہے۔ جب کہ یہاں اولاً بلا اجازت منتظمین ان کے مال سے نفع

Scanned by CamScanner

حاصل کیا جاتا ہے۔ جو غصب ہے اور جو رقم بعد میں مسجد کو ادا کیا جاتا ہے وہ ضمان غصب ہے نہ کہ اجرۃ اجارہ کیونکہ اجارہ کا انعقاد ہوا ہی نہیں ہے۔

۳- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نعرہ تکبیر کا ثبوت ملتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے نعرہ تکبیر لگایا۔ اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو انصارؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال نعرہ تکبیر کی گونج اور نیزوں کی تیر اندازی سے کیا، مذکورہ واقعات کو سامنے رکھ کر آج کل بھی کسی نیک مقصد (دینی جذبہ کے اظہار، یا باطل کو ڈرانے) کے لئے مذکورہ نعرے لگانے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح سیاسی قائد کا نام لیکر نعرہ لگانا تب جائز ہے جب وہ سیاسی قائد نیک صالح، عادل یا عالم دین ہو اور ان کا نام لیکر نعرہ لگانے سے اس کے دل میں تکبر و خود پسندی پیدا نہ ہو۔

۱ "(ولا یجوز لهم) أی للجنب والحائض والنفساء (مس المصحف الا بغلافه) وکذا کل ما فیه آیة تامة من لوح أو درهم أو نحوه ---(ولا یجوز) لهم أیضا (أخذ درهم فیه سورة من القرآن) --- کذلك إذا کان علیه آیة تامة فلا یتناوله (إلا بصرة وکذلك) لا یجوز مس المصحف إلا بغلافه۔ والدرهم إلا بصرته (للمحدث) أیضا لما تقدم من الدلیل لأنه غیر طاهر" (الحلبي الکبیر، مطلب أصح القولین، ص۵۸، سهیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ فی الهندیة:

"ولو وقف علی دهن السراج للمسجد لا یجوز وضعه جمیع اللیل بل لقدر حاجة المصلین ویجوز إلی ثلث اللیل أو نصفه إذا احتیج إلیه للصلاة فیه ــ ولا یجوز أن یترك فیه کل اللیل إلا فی موضع جرت العادة فیه بذلك --أو شرط الواقف ترکه فیه کل اللیل کما جرت به العادة فی زماننا کذا فی البحر الرائق"

(الوقف، الباب الحادی عشر، ۲/۴۵۹، فریدیة)

۳۔ وفیه:

"لو نصب القاضی خادما للمسجد ان کان الواقف شرط ذلك ---

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

في وقفه جاز وحل له الأخذ وإن لم يشترط لا يجوز كذا في السراج الوهاج"
(أيضاً، ٢/ ٤٦١)

٤ـ وفيه:
متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته وله أن يحمله من البيت إلى المسجد كذا في فتاوى قاضيخان ـــ ولو اشترى القيم بغلة المسجد ثوبا ودفع إلى الساكين لا يجوز وعليه ضمان ما نقد من مال الوقف"
(أيضاً، ٢/ ٤٦٤)

٥ـ في رد المحتار:
"فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية، وله أن يخص صنفاً من الفقراء ولو كان الوضع في كلهم قربة"
(الوقف، مطلب شرائط الواقف معتبرة الخ، ٤/ ٣٤٣، سعيد)

٦ـ وفيه:
"شرط الواقف كنص الشارع، أي في المفهوم والدلالة، ووجوب العمل به"
(كتاب الوقف، ٤/ ٤٣٣، ٤٣٤، سعيد)

٧ـ في الهندية:
"الإجارة" أما تفسيرها شرعا فهي عقد على المنافع بعوض كذا في الهداية ـــ وأما شرائط الصحة، فمنها رضا المتعاقدين"
(كتاب الإجارة، الباب الأول، ٣/ ٤٠٩، ٤١١، فريدية)

٨ـ وفيه:
"الغصب" أما تفسيره شرعا فهو أخذ مال متقوم محترم بغير إذن المالك ـــ وأما حكمه فالإثم والغرم عند العلم ـــ وإن غصب مالا مثل له فعليه قيمة يوم الغصب بالاجماع كذا في السراج الوهاج"
(كتاب الغصب، الباب الأول، ٤/ ١١٩)

٩ـ في شرح المجلة:
"لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامناً"
(المادة: ٩٦ـ ١/ ٦١، بيروت)

(جاري ـــ)

Scanned by CamScanner

١٠ـ في حياة الصحابة رضي الله عنهم:

"عن أسلم قال: قال لنا عمر رضي الله تعالى عنه: أتحبون أن أعلمكم أول إسلامي؟ فقلنا: نعم، قال: كنت من أشد الناس عداوة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم في داره عند الصفا، فجلست بين يديه، فأخذ بمجمع قميصي ثم قال "أسلم يا ابن الخطاب، اللهم اهده"، قال فقلت: أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أنك رسول الله، قال: فكبّر المسلمون تكبيرة سمعت في طرق مكة؟"

(دعوته صلى الله عليه وسلم لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، ١/٦٩، بيروت)

١١ـ في فضائل الصحابة: للإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى:

"قال (عمر رضي الله عنه) فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم تكبيرة عرف أهل البيت من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن عمر قد أسلم"

(إسلام عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، ١/٢٨١، ط، الرسالة، بيروت)

١٢ـ في زاد المعاد:

"وبلغ الأنصار مخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة، وقصده المدينة، وكانوا يخرجون كل يوم إلى الحرة ينتظرونه أول النهار فإذا اشتد حر الشمس، رجعوا على عادتهم إلى منازلهم فلما كان يوم الإثنين ثاني عشر ربيع الأول على رأس ثلاث عشرة سنة من النبوة ـــ وصعد رجل من اليهود على أطم من آطام المدينة لبعض شأنه ـــ فبادر الأنصار إلى السلاح ليتلقوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وسمعت الرجة والتكبير في بني عمرو بن عوف، وكبّر المسلمون فرحًا بقدومه وخرجوا للقائه، فتلقوه وحيّوه بتحية النبوة، فأحدقوا به مطيفين حوله"

(فصل في دخوله النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبه المدينة، ٢/٢٢، بيروت)

١٣ـ "(ولبس السلاح ليرهب به العدو فله ذلك) لأن إرهاب من أمر الجهاد" فقه ط

[شرح السير الكبير: باب: الوصية بالمال في سبيل الله والتحبس في الحياة والصحنة: ٥/٣٨١، ط، عباس أحمد الباز مكة المكرمة]

"والله أعلم بالصواب"

كتبه: عبد البر عفى عنه

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

١٤٢٩/١/١٩هـ

الجواب صحيح

٢٩/٢/٣هـ

١٤٢٩/١/٢١هـ

Scanned by CamScanner